شمارہ ۰۷، جلد ۰۱، ۲۰۲۵

Article

Urdu and English Idioms: Basic Discussions and Formation Process

اردو اور انگریزی محاورے: بنیادی مباحث و تشکیلی عمل

Khurram Shahzad Khurram[1], Dr. Tariq Hashmi[2]*
[1]Ph.D. Scholar, Urdu Department, Govt. College University, Faisalabad
*[2]Professor, Urdu Department, Govt. College University, Faisalabad
Correspondence: drtariqhashmi@gcuf.edu.pk

[1]خرم شہزاد خرم، [2]ڈاکٹر طارق ہاشمی

[1]پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، [2]پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
Received:17-06-2025
Accepted:04-09-2025
Online:14-09-2025

Copyright: © 2024 by the authors.

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT

Language is a living, dynamic and cultural phenomenon. In every language, certain specific ways are used to express ideas. With their help, one can express one's ideas in a symbolic, metaphorical or figurative way in conversation instead of expressing them directly. This way of expression is called idiom. Idiom is that treasure of language which is the essence of the intelligence, experiences, observations and culture of a nation. It not only creates beauty and charm in the language but also creates depth in the intellectual and spiritual. Idiom is the art of presenting a common thing in a special way. The importance of idiom in language is like the soul in the body. If the idiom is separated from the language, the soul will leave and only the body will remain.

The study of the types of idioms reveals many similarities between Urdu and English idioms in terms of meaning, subject matter and style. Although Urdu and English belong to two different societies, the basic reasons for the similarities in both societies are human beings, psychology, desires, customs, society, and ways of living, interaction, and daily life.

KEYWORDS: English Language, Urdu Language, Idioms, History, Style, Structure, Figurative meanings, Similarities of Idioms.

زبان ایک زندہ، متحرک اور تہذیبی مظہر ہے۔ ہر زبان میں اظہار خیال کے لیے چند مخصوص انداز استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کی مدد سے گفتگو میں اپنے خیالات کو براہ راست بیان کرنے کی بجائے علامتی، استعاراتی یا مجازی انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے اس انداز بیان کو محاورہ کہا جاتا ہے۔ محاورہ زبان کا وہ خزانہ ہے جو کسی قوم کی ذہانت، تجربات و مشاہدات اور ثقافت کا نچوڑ ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف زبان میں حسن و دلکشی بلکہ فکری و معنوی میں گہرائی بھی پیدا کرتا ہے۔ محاورہ کسی عام بات کو خاص بنا کر پیش کرنے کا فن ہے۔ زبان میں محاورہ کی اہمیت جسم میں روح جیسی ہے اگر محاورے کو زبان سے الگ کیا جائے تو روح نکل کر صرف جسم باقی رہ جائے گا۔

لفظ محاورہ عربی زبان کے حروف م، ح، و، ر سے مل کر بنا ہے جس کا معنی لوٹنا، پلٹنا یا بار بار کہنا ہے۔ اس کے مطابق دیکھا جائے تو محاورے سے مراد وہ جملہ ہے جو مسلسل استعمال سے زبان کا مستقل حصہ بن جائے۔ عشرت ہاشمی نے محاورے کی تعریف یوں کی ہے:

> "محاورہ عربی زبان کا لفظ معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ اس میں 'محور' شامل ہے جس کے معنی ہیں مرکزی نقطہ فکر و عمل جس کے گرد دائرے بنائے جاتے ہیں یہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محاورہ زبان کا مرکزی نقطہ ہوتا ہے" (۱)

محاورے کے لغوی معنی اگر دیکھے جائیں تو اس سے مراد بول چال، سوال و جواب، بات چیت اور مکالمہ کے ہیں۔ یہ اپنی ہئیت، ترکیب اور معنوی لحاظ سے یہ زبان کی خوبصورت پیداوار ہے۔ سیفی پریمی کے مطابق:

> "دو لفظوں یا اس سے زیادہ لفظوں کا وہ مجموعہ ہے جو مصدر سے مل کر اور اپنے حقیقی معنی سے ہٹ کر مجازی معنی میں بولا جائے مثلاً دھوکا کھانا، غم کھانا یہاں کھانا کے اصلی معنی نہیں ہیں بلکہ مجازی معنی استعمال ہوئے ہیں۔" (۲)

اس تعریف کے مطابق محاورہ مصدر سے مل کر بنتا ہے اور حقیقی معنی سے متجاوز کچھ اور معنی دے تو اس کو محاورہ کہتے ہیں۔ محاورے خود میں مکمل معنی رکھتے ہیں۔

محاورے کو انگریزی زبان میں ایڈیم (Idiom) کہتے ہیں۔ یہ لفظ یونانی زبان کے لفظ اڈیوما (Idioma) سے ماخوذ ہے جس سے مراد انفرادیت یا خاص طرز اظہار ہے۔ یہ لفظ اڈیوز (Idios) سے نکلا ہے۔ یہ اصطلاح فرانسیسی اور لاطینی زبان سے انگریزی زبان میں داخل ہوئی ہے۔ وکشنری ویب سائیٹ کے مطابق:

> "From Middle French idiome, and it source, Late Latin, idioma, from Ancient Greek ἰδίωμα (idima, " peculiarity, property. Apeculiar hraselogy, idiom"), from ἰδιοῦσθαι (idioûsthai, "to make one's own, appropriate to oneself"), from ἴδιος (idios, " one's own, pertaining to oneself, private, personal, peculiar, separate.(3)

محاورہ(Idiom)اس جملے یالفظ کو کہتے ہیں جس کا مطلب حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہوتا ہے۔ان الفاظ کا مخصوص معنی ہوتا ہے۔ یہ مخصوص معنی ثقافتی یا تاریخی پس منظر رکھتے ہیں ۔انگریزی محاورے معاشرتی اور تہذیبی پہلوؤں کی عکاسی بھی کرتے ہیں۔ محاورے درحقیقت ایسے مرکب الفاظ ہوتے ہیں جن کا معنی الگ الگ بیان نہیں کیا جاسکتا۔مائیکل میکارتھے یوں لکھتے ہیں:

> "Idiom a group of words that means something different than the individual words it contain (۴)".

اس تعریف کی حوالے سے دیکھا جائے تو محاورہ مقرر اور روایتی الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے جن کا معنی جاننے کے لیے ان الفاظ کو لفظ بہ لفظ نہیں جانچا جاتا بلکہ مرکب الفاظ کی صورت میں مجازی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔یہ تحریروں کو مخصوص تہذیبی و ثقافتی رنگ عطا کرتے ہیں۔اڈیم(Idiom)کو فارمولک لینگوئج(Formulaic Language) بھی کہتے ہیں۔ یہ ایسی تراکیب ہیں جنہیں الفاظ کے طور پر نہیں بلکہ ایک مکمل جملے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

اردو اور انگریزی زبان میں ضرب الامثال کے ساتھ ساتھ محاورات کا چلن ایک طویل مدتی لسانی، ثقافتی اور سماجی ارتقا کا نتیجہ ہے۔ زبان صرف ذریعہ ابلاغ نہیں بلکہ کسی بھی خطے کی تہذیب، تاریخ اور تجربات و واقعات کی عکاسی بھی کرتی ہے۔ محاورات ان ہی تجربات و واقعات اور سماجی روایات سے جنم لیتے ہیں اور وقت کے ساتھ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہیں۔ اردو اور انگریزی زبان میں محاوروں کا استعمال وقت کے ساتھ عام ہوا ہے اور تمام لسانی ضرورتوں کی تکمیل میں معاونت کرتا رہا ہے۔

اردو زبان میں محاورات کا چلن دہلی اور لکھنؤ سے ہوا جہاں فارسی، عربی، ہندی اور ترک ثقافتوں کے اثرات بھی موجود تھے۔ اردو زبان کو دلکش، فصیح اور رنگین بنانے کے لیے محاورات کا استعمال عام ہوا۔ یہ محاورات صدیوں کا طویل فاصلہ طے کر کے عوامی لب و لہجہ، حکمت، تجربات اور روایات کے امتزاج سے زبان کا حصہ بنے۔ اردو زبان میں محاوراتی رنگارنگی کے پیچھے خواتین کا اہم کردار نظر آتا ہے۔ دہلی محاوروں کے چلن میں جہاں مظہر، حاتم، ناسخ، ذوق اور دیگر شاعروں اور ادیبوں نے اردو زبان میں اصلاح کے فرائض انجام دیے وہیں عام خواتین و بیگمات نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ عورتوں کے کردار کے بارے سید ضمیر حسن مقدمے میں یوں لکھتے ہیں:

"آگے چل کر جب مرزا مظہر جانجاناں، حاتم، سودا، ناسخ، شاہ نصیر اور ذوق نے اپنے اپنے نقطہ ہائے نظر کے مطابق اصلاح زبان کا کام شروع کیا تو دہلی میں گاہ گاہ متروک الفاظ و محاورات کے ساتھ قدیم لب و لہجے کی گونج سنائی دیتی رہی اس کا سہرا مردوں سے زیادہ عورتوں کے سر ہے۔۔۔عورتوں کا تلفظ بے شک مردوں کے مقابلے میں زیادہ صحیح المخرج ہوتا ہے اور قدرتی طور پر ان کی آواز میں جو ملائمت، لوچ اور رم موجود ہے اس سے لب و لہجے میں سبھاؤ اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔۔۔اس کے علاوہ بیگمات کی زبان میں پردہ پوش اصطلاحات و محاورات موجود ہوتے ہیں مثلاً میلے سر سے ہونا، گود میں پھول جھڑنا، خصم کا بات کرنا اور اس قسم کے متعدد محاورات عورتوں نے مختلف کیفیات کو ظاہر کرنے کے لیے وضع کیے اور ان کا چلن عام کیا۔"(۵)

اس اقتباس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ دہلوی شاعروں، ادیبوں اور عام گھریلو خواتین نے اردو زبان کی ترویج و بقا کے لیے لسانی کاوشیں کیں۔ ان ہی کاوشوں کی وجہ سے اردو زبان ایک صاف اور محاوراتی لب و لہجے کے ساتھ رائج ہوئی۔
انگریزی زبان میں بھی محاورات کا چلن قدیم دور سے ملتا ہے۔ انگریزی زبان کی محاوراتی ترویج و اشاعت میں چاسر، شیکسپئیر اور جان ڈرائیڈن اور فرانسس کورلز کا اہم کردار رہا ہے۔ انھوں نے انگریزی زبان میں وہی فرائض انجام دیے جو اردو زبان میں کلاسک شعر اور ادبا نے دیے۔ جیوفری چاسر نے کینٹر بری ٹیلز میں محاوروں کا استعمال کچھ یوں کیا ہے:

"In women ben; for ay as besy as bees
Ben they us sely men for to deceive (٦) ,

ایک اور مثال دیکھیے:

"His eyen twinkled in his hed aright ,
As don the sterres in the frosty night(٧) ".

جیوفری چاسر کی نظم کے اس مصرعے میں As busy as bees، twinkle as stars محاورے استعمال ہوئے ہیں۔
شیکسپئیر نے بھی انگریزی زبان کی ترویج و ارتقا کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیے۔ انھوں نے اپنی تصانیف میں انگریزی محاوروں کا استعمال بہت ماہرانہ انداز میں کیا ہے۔ شیکسپئیر نے محاوروں کا استعمال یوں کیا ہے:

"For when my outward action doth demonstrate
The native act and figure of my heart
In compliment extern, 'tis not long after
But I will wear my heart upon my sleeve

For daws to peck at: I am not what I am (۸) ".

ان مصرعوں میں شیکسپیئر نے Wear your heart in your sleeves محاورے کا استعمال خوبصورتی سے کیا ہے۔ ان مثالوں سے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ انگریزی زبان و ادب میں کلاسک شاعروں اور ادیبوں نے محاورات کے استعمال سے زبان کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ ان کے استعمال سے محاورات کو زندگی بھی بخشی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ محاورے زمانہ قدیم سے اب تک مستعمل ہیں۔ انگریزی زبان میں محاوروں کے مآخذ میں بائبل مقدس، لوک کہانیاں، قدیم عقل و دانش، تجربات اور روایات شامل ہیں۔

انگریزی نظم کے ساتھ ساتھ اردو نظم میں بھی محاورات کا استعمال نہایت عمدگی اور شائستگی سے کیا گیا ہے۔ اردو کلاسیک و جدید شعرا کے کلام میں محاورات کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ قدما کے ہاں محاورات کے ایسے استعمال میں کلام میں جہاں چاشنی اور لذت ملتی ہے وہیں ان محاورات کو ایک سند کی سی حیثیت کے ساتھ محاوروں کا ایک ذخیرہ بھی محفوظ ہوا ہے۔ غالب کا شعر دیکھیے:

کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی(۹)

اس شعر میں غالب نے 'امید بر آنا' محاورے کو شعر میں بڑی مہارت اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ اس حوالے سے اقبال کا بھی ایک شعر دیکھیے:

دنیا کی محفلوں سے اُکتا گیا ہوں یا رب
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو(۱۰)

مندرجہ بالا مثالوں سے اردو نظموں میں محاوروں کا بر محل اور خوبصورت استعمال نظر آتا ہے۔ ان استعمال سے نہ صرف کلام خوبصورت ہوا بلکہ رمز و ایمائیت میں شاعروں نے اپنے مکمل معنی و مفہوم واضح کیے ہیں۔

اردو اور انگریزی زبان میں محاوروں کے چلن کی ایک وجہ چھاپے خانے کی ایجاد بھی ہے۔ جب چھاپہ خانہ کا آغاز ہوا تو کتب، لغات، رسائل اور اخبارات کے ذریعے ان زبانوں میں نئی زندگی پیدا ہوئی۔ کیوں کہ چھاپے خانے کی مدد سے ایک جگہ کے نئے محاورات و الفاظ دوسرے جگہ منتقل ہوتے اور یوں زبان میں ان محاورات کا چلن عام ہوا۔ اردو زبان میں محاورات کی ترویج کے سلسلے میں انگریزی زبان میں جارج ویل، ڈیکنز جیسے مصنفین نے اخبارات کی مدد سے زبان میں محاوراتی انداز کو عام کیا۔ اردو

زبان میں سر سید احمد خان، محمد حسین آزاد، رشید احمد صدیقی جیسے ادیبوں نے زبان میں روزمرہ اور محاورات کے استعمال سے رنگینی اور توانائی پیدا کی۔ نوآبادیاتی دور میں انگریزوں کی سرکاری امور، انتظامی معاملات، تعلیم اور عدالتی امور میں انگریزی اور اردو کا آمنا سامنا ہوا تو اس ملاپ سے دوطرفہ لسانی تبادلہ ممکن ہوا۔ انگریزی محاورات کا ترجمہ کر کے اردو میں اپنایا جانے لگا۔ مثلاً:

Out of the frying pan into the fire.

اس محاورے کا اردو ترجمہ 'آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا' کیا گیا۔ اسی طرح کئی اور محاورات کے ساتھ ضرب الامثال کا بھی ترجمہ اردو میں کیا گیا جس سے نئے محاورات زبان کا حصہ بنے۔

عصر حاضر میں محاورات کا استعمال عام ہے۔ اردو اور انگریزی زبان میں محاورات کا استعمال لسانی چاشنی اور رنگینی کے لیے کیا جاتا ہے۔ خصوصاً سوشل میڈیا، اخبار، ٹی وی، انگریزی اردو فلموں میں بھی محاورات کے استعمال میں اضافہ ہوا ہے۔ صحافتی میدان میں محاورات کے استعمال سے پُر اثر اور رنگین عبارات ملتی ہیں۔ گلوبل ویلج میں جہاں دنیا دن بہ دن سمٹ رہی ہے پرنٹ میڈیا دنیا بھر میں معلومات کی ترسیل میں بہت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ پرنٹ میڈیا کا بنیادی مقصد لوگوں تک تازہ ترین معلومات کو پہنچانا ہوتا ہے۔ اخبارات میں عموماً بات میں زور پیدا کرنے اور رنگینی کے لیے محاورات کا عام استعمال ملتا ہے۔ اخباروں میں محاوروں کے استعمال کے حوالے سے فائزہ عابد اپنی تحقیق سے کچھ یوں نتائج اخذ کرتی ہیں:

> " In conclusion, it can be said … Use of Idiom makes news precisely interesting and meaningful to retain the interest of the reader. It makes a head line more catchy and appealing. It was seen that the idiom of Power and Authority was used at large in Political and Local news, whereas other type of idioms were used less (۱۱) ".

اس متن کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ صحافتی میدان میں قارئین کی توجہ اور دلچسپی کے حصول کے لیے اخبارات میں میں سیاسی و مقتدر محاورات کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔ جس سے خبریں یا سرخیاں زیادہ پُر اثر اور پر کشش ہو جاتی ہیں اور قارئین کی توجہ حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

محاورہ زبان کا زیور سمجھا جاتا ہے۔ کسی بھی متن کی خوبصورتی کا باعث ہوتا ہے۔ اردو اور انگریزی زبان میں لسانی شائستگی کے لیے محاوروں کا استعمال کیا جاتا ہے جس سے زبان میں خوبصورتی، بول چال میں آسانی اور اختصار پیدا ہوتا ہے محاوروں سے باہمی گفتگو یا بول چال میں رنگا رنگی اور معنوی گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ گفتگو میں جب محاورے کا استعمال کیا جاتا ہے مقرر اور سامع دونوں محاوروں کے معنی و مفہوم سے آگاہ ہوتے ہیں اور یوں بات چیت میں آسانی اور مکمل مفہوم کی ادائیگی میں مدد ملتی ہے

۔اس سے گفتگو میں باہمی اعتماد اور ہم آہنگی وفروغ ملتا ہے۔ محاورے کی اہمیت کے پیش نظر محاورے کی دو ادبی و سماجی جہات قا بل ذکر ہیں۔ ادبی جہت کو دیکھا جائے تو محاورے کو زبان میں ریڑھ کی ہڈی کی حثیت حاصل ہے۔ جس طرح جسم کا ڈھانچہ ریڑھ کی ہڈی پر ٹکا ہوا ہے اور کے بغیر جسم مفلوج ہو جائے گا بالکل اسی طرح محاورے کے بغیر زبان مفلوج ہو جائے گی۔ ادب کی مختلف اصناف میں محاورے کے استعمال سے متن میں تخیل کی بلند پروازی، تحریر میں چاشنی اور کثیر الجہات معانی معنی پیدا کیے جاتے ہیں۔ سماجی جہت میں محاورے زبانوں کو تہذیب و ثقافت سے تعلق قائم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ زبانوں کے رسم و رواج، جذبات واحساسات اور تہذیب وثقافت کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ یہ معاشرے کی حساسیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ عوامی دانش اور تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں۔ یہ محض بات چیت میں حسن اور شدت پیدا کرنے کے لیے ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ یہ اخلاقی سبق دیتے ہیں اور سماج میں موجود معیارات کا بھی آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ہر قوم اور علاقے کے محاورات کا انحصار وہاں کے سماجی اقدار، رہن سہن، جانور، کھانے پینے، پہنے اور اوڑھنے وہاں کی رسومات وغیرہ پر ہوتا ہے۔ ان اقدار کی مدد سے مخصوص معاشرے کی مخصوص شناخت پیدا ہوتی ہے۔

محاورے کا کسی بھی تہذیب سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ان کا تہذیب سے تعلق اٹوٹ ہوتا ہے۔ محاورے کے تہذیبی مطالعے سے معاشرتی رویوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ محاورے کی مدد سے الفاظ کا تعلق ہمارے سماج، ماحول، تاریخ اور تہذیب سے جڑ جاتا ہے۔

یہ سماجی رویوں اور نفسیات کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ سماج متحرک ہوتا ہے اس میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح زبان میں بھی تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ ہر قصبے، شہر اور دیہات میں بولے جانے والے محاورے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ زبان کا ایک اہم عنصر ہوتے ہیں۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں مہمل الفاظ یا الفاظ کا مجموعہ استعمال نہیں کیا جاتا محاورے میں موجود ہر لفظ با معنی اور معنی کا ذخیرہ لیے ہوئے ہے۔ الفاظ کا یہ مجموعہ خاص معنوی مفہوم پیدا کرتا ہے اور جب محاورے کو اس خاص سماج کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے تو معنی و مفہوم کی ترسیل درست انداز سے ہوتی ہے۔

محاورے کو عام بول چال سے مختلف سمجھا جاتا ہے لیکن لسانی محققین اس بات پر متفق نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک محاورہ اس جملے کو کہتے ہیں جو معاشرے میں رائج ہو چکا ہے، اس کے اصل معنی اس کے اجزا کو الگ کر کہ حاصل نہیں کیے جا سکتے۔ محاورے ہماری ذاتی، سماجی اور معاشرتی زندگی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

محاورے احساسات و جذبات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ محاورے کسی کی تعریف، ستائش اور ہتک آمیز رویوں کی بھی

عکاسی کرتے ہیں۔ یہ جوش و جذبے، دل شکستگی، محبت و نفرت، شجاعانہ کردار اور کم ہمتی اس کے علاوہ وقت، جگہ اور سائز وغیرہ کی وضاحت کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

محاورے کسی بھی سماج کی صدیوں کی دانش اور اہل فکر افراد کے تجربات کا نچوڑ ہیں جن سے حکمت، دانش، دانائی اور فکر کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ محاورات کے پیچھے اجداد کی دانشمندی اور رہنمائی موجود ہوتی ہے اور یہ سماج کے ماضی اور تاریخ کو زندہ و جاوید رکھنے میں مدو معاون ثابت ہوتے ہیں۔

محاورہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے لسانی نظام میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ محاورہ الفاظ کا ایسا مرکب ہے جس کے الفاظ میں معنوی تعلق اور ہم آہنگی موجود ہوتی ہے اس کے نحوی اجزاء کو الگ کرنا یا تبدیل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر اس میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو اس معنوی تبدیلی رونما ہو سکتی ہے جو متن کو سمجھنے میں الجھن پیدا کرتی ہے۔ محاورے زبان کا لسانی سرمایہ ہوتے ہیں۔ یہ اپنے وجود میں کہاوتوں کی طرح بہت سی کہانیاں، حادثات اور واقعات کو بھی سموئے ہوتے ہیں۔ گفتگو میں یہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کے لیے استعمال کیا جاتے ہیں۔ کلاسیکی ادب میں محاورے کا استعمال بہت زیادہ ملتا ہے۔ کلاسیکی دور میں محاورے کو متن کی خوبصورتی تصور کیا جاتا تھا۔ اخبارات، تقاریر یا کسی بھی متن کی تزئین و آرائش اثر اور بات شدت پیدا کرنے کے لیے محاورے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا استعمال کم الفاظ میں زیادہ بات کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ سید ضمیر جعفری کے مطابق:

> "زبان کی خوبی اس کے سلاست عام فہمی نرمی موزونی چھوٹے چھوٹے الفاظ اور بڑے بڑے مطالب پر موقوف ہے محاورات وہ ننھے ستارے ہیں جو کسی سماج کے تجربات تصورات اور تاثرات کی نمائندگی کرتے ہیں۔"(۱۲)

یعنی محاورے زبان کی سلاست و عام فہمی کا سبب ہوتے ہیں۔ محاورے نہ صرف متن کو سنوارنے سجانے کے کام آتے ہیں بلکہ یہ انسانی تخیل خیالات و جذبات کے اظہار کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ محاورے کے علاوہ کہیں اور ایسا اظہار خیال نہیں ملتا محاورے کی جامعیت سے انکار نہیں یہ لفظوں کا مختصر مجموعہ ہوتا ہے لیکن اس میں معنی کا ایک جہان آباد ہوتا ہے۔ اس طرح یہ زبان کا ایک اہم جز تصور کیا جاتا ہے۔ تہذیبی حوالے سے بھی محاورہ بہت اہم ہے۔ بنیادی طور پر لوگوں کی اجتماعی اور انفرادی رویے محاورے کی تخلیق کا سبب بنتے ہیں۔ تہذیب اور محاورے کا گہرا تعلق ہے۔ محمد حسن عسکری محاورے کی تہذیب کے تعلق کی عکاسی اس انداز میں کرتے ہیں:

"محاورہ میں اجتماعی زندگی کی تصویریں سماج کے تصورات اور معتقدات انسان فطرت اور کائنات کے متعلق سماج کا رویہ یہ سب باتیں جھلکتی ہیں محاورے صرف خوبصورت نہیں یہ تو اجتماعی تجربے کے ٹکڑے ہیں جس میں سماج کی پوری شخصیت بستی ہے۔"(۱۳)

اس طرح دیکھا جائے تو محاورہ تہذیب و تمدن کے عکاسی کرتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔ ہر تہذیب میں محاورے کا وجود ملتا ہے۔ زبان کی روانی کے لیے محاورے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ متن میں گہرائی اور سلاست اورروانی پیدا کرتا ہے۔ لسانیات کے باب میں محاورے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کو مرکبات کی سماعی اور روایتی قبیل میں شا مل کیا جاتا ہے۔ محاورے کی اہمیت پر رضا قادری اس طرح بیان کرتے ہیں:

"کسی بھی زبان کا منظوم ادب ہو یا نثری اسالیب محاورے، ادب کی ان دونوں شاخوں میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ لسانیات اور ادبیات کے باب میں محاورہ کی ہمہ گیریت کا اندازہ اس با ت سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کسی زبان سے اس کے محاورے الگ کر دیے جائیں تو جو کچھ با قی بچے گا۔ وہ شاید ایک بے روح جسم کے علاوہ کچھ نہ ہو۔"(۱۴)

محاورے کا مفہوم آسانی سے سمجھ نہیں آتا۔ درحقیقت محاورے کا معنی اس کے ظاہری الفاظ کے برعکس ہوتا ہے۔ یہ پیچیدہ ہوتا ہے اس میں سیدھی سادھی ترکیب معنی اخذ نہیں کیے جاتے مثلاً:

بھینس کے آگے بین بجانا　　　To cast pearls before swine.

اس محاورے سے ہر گز مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص بھینس کے سامنے بین بجارہا ہے بلکہ اس سے مراد ہے کہ کسی نااہل کے سامنے ہنر کی نمائش کی جارہی ہے۔

خون سفید ہونا　　　To lose one's affection or have no affection.

اس محاورے میں خون سفید ہونا سے ہر گز مراد یہ نہیں ہے کہ اس سیال مادے کا رنگ سفید ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اس سے مراد بے رحم، سنگ دل ہو جانا کے ہیں۔

محاورے میں مترادف الفاظ کا استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ محاورے میں جو لفظ حقیقی معنی میں استعمال ہو اس کام متبادل لفظ یامترادف لفظ استعمال نہیں کیا جاسکتا اگر ایسا کیا جائے تو یہ غلط تصور کیا جاتا ہے۔ اردو میں اہل زبان نے جن الفاظ سے محاورہ باندھا ویسے ہی درست تصور کیا جاتا ہے۔ ان کے الفاظ میں معمولی تبدیلی یا مترادف الفاظ استعمال نہیں ہوسکتے۔ مثال کے طور پر دریا کو

کوزے میں بند کرنا اس جملے میں دریا کی جگہ گنگا لگا دیا جائے تو یہ درست نہیں ہو گا۔

دل باغ باغ ہونا To be much delighted.

اس محاورے میں جو لفظ (delighted) کی جگہ اگر محاورے کے طور پر (happy) لگا دیا جائے تو یہ درست نہیں ہو گا۔ محاورے میں مترادف الفاظ لا کر تبدیلی کرنا ممکن نہیں اس سے محاورے کا حسن بگڑ جاتا ہے اور مفہوم میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔

محاورے میں نحوی تبدیلی ممکن نہیں۔ اردو محاورے کے جملے میں موجود اجزاء میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی نحوی ترتیب میں تبدیلی ممکن نہیں ہوتی اسی طرح انگریزی زبان میں بھی محاورے کے الفاظ اور نحوی ساخت میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی مثلاً بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا کے بجائے اگر یہ لکھا جائے نیلی گنگا میں ہاتھ دھونا تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔

Out of the frying pan into the fire.

یہی محاورہ اگر اس طرح لکھا جائے تو غلط تصور ہو گا۔

Out of the cauldron into the fire.

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ محاورے کے لفظوں میں ہیر پھیر کی اجازت نہیں اس سے محاورے کا حسن متاثر ہوتا ہے۔

اردو اور انگریزی زبان میں محاورے ثقافتی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کا مخصوص سیاق وسباق ہوتا ہے۔ یہ اس وقت ہی ممکن ہوتا ہے جب معاشرے کے افراد مخصوص الفاظ، ڈھانچے اور ثقافت سے واقف ہوں۔ سماجی اور ثقافتی پس منظر سے واقف ہونے کے بعد ہی ان محاورات کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔

منہ میں پانی بھر آنا Mouth-Watering

محاورے اس بات کی بھی عکاسی کرتے ہیں کہ معاشرے میں کس بات کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ گو محاورے تہذیبی شعور بھی اجاگر کرتے ہیں۔ معاشرے میں موجود تخیل اور مزاح کی عکاسی کرتا ہے۔

محاورہ ساخت کے اعتبار سے زبان کی خوبصورت اختراع ہے۔ محاورہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے تمام الفاظ مل کر ایک یونٹ کی طرح کام کرتے ہیں۔ ابتدا میں محاورے کو کلاز آف ملٹی ورڈ یونٹ (clause of multi-word unit) کہا جاتا تھا۔ یہ یونٹ اپنے لفظی اور لغوی اعتبار سے مختلف معانی و مفہوم رکھتا ہے۔ بعض ماہرین کے مطابق محاورہ جامد ہے۔ اس میں

تبدیلی ممکن نہیں جبکہ کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ ضرب المثل اور محاورے میں بنیادی فرق ہی یہی ہے کہ ضرب الامثال میں موقع محل کے مطابق تبدیلی ممکن نہیں اس کے الفاظ جوں کے توں استعمال کیے جاتے ہیں۔ لیکن محاورے میں تبدیلی ممکن ہے۔ اس میں تذکیر و تانیث کی بنا پر تبدیلی کی جاتی ہے مثلاً شرم سے پانی پانی ہو گیا، گئے، گئی، ہو جاؤ گے وغیرہ لیکن یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ یہ تبدیلی صرف صیغے کے اعتبار تک محدود ہے۔ اس کے علاوہ ضرب المثل کی طرح محاورے میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔

محاورے پر تحقیقات کا آغاز ۱۹۵۸ء میں چارلس ایف ہاکٹ (Charles F. Hockett) نے کیا اور اس سلسلے کا آخری محقق روسامنڈ مون (Rosamund Moon) تھا۔ جس نے ۱۹۹۸ء میں محاورے کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی تھی۔ خاص طور پر اردو زبان میں اس نے محاورے کی ساخت کی وضاحت کی۔ اس کے مطابق الفاظ ستاروں کے جھرمٹ کی مانند ہیں جو ایک جگہ پر جمع ہو جاتے ہیں۔ الفاظ کی اس ترتیب کی وجہ سے الفاظ کا یہ جھرمٹ سادہ اور باقاعدہ ڈھانچہ رکھتا ہے۔ ایسے الفاظ کا مجموعہ واحد اکائی کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو ایک مخصوص دلچسپ اور وسیع معنی رکھتا ہے۔

ڈبیر وون (Dubrovin) نے محاورے کے لیے ایک نئی اصطلاح (Phraseological Unit) کا استعمال کیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈبیر وون (Dubrovin) کا کہنا ہے کہ محاورے سے جو معنی اخذ کیا جاتا ہے وہ اس محاورے میں موجود الفاظ کا الگ الگ معنی نہیں ہوتا بلکہ اسے ایک مرکب کی صورت میں دیکھا جاتا ہے اور اس کا معنی بھی مرکب لفظ سے ہی اخذ کیا جاتا ہے۔ اس تحقیق سے محاورے میں ہونے والی لغوی تبدیلیوں اور نظریاتی مباحث کو جاننے کا موقع ملا۔ ان کے مطابق محاورہ صرف بازی گری اور طنز و مزاح تک محدود نہیں بلکہ اس کا معنی وسیع ہے۔ مون نے ۱۹۹۵ء میں ایک نظریہ پیش کیا اس نظریے کے مطابق اس نے محاورے کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔

الحاقی اظہار (Non- Compositional Expression)

الحاقی اظہار سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کے معنی ظاہری الفاظ یعنی لغت کے معنی سے اخذ نہیں کیے جا سکتے مثلاً:

بال کی کھال اتارنا	To be hypocritical

یہ وہ طریقہ کار ہوتا ہے جس میں سیاق و سباق کے بغیر کسی محاورے کو پہچانا جاتا ہے تو اس کے لیے سماجی و ثقافتی شعور کا ہونا بھی ضروری ہے۔

جبلی لغوی اظہار(Institutionalized Eexpression Lexico)

جبلی لغوی اظہار میں ایسے محاورے ہیں جو زبان زدعام ہو چکے ہیں اور زبان کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔

تقدیر جاگنا To become fortunate

اس قسم کے محاورے صدیوں سے استعمال میں ہیں اور اب عام بول چال کا حصہ بن گئے ہیں۔ یہ محاورے سماجی روایت کا حصہ بن چکے ہیں اور اب ان کا استعمال روزمرہ زندگی میں پاس وعام میں بے دریغ کرتے ہیں۔

صرفی ونحوی اعتبار سے متعین اور جامد اظہار(Grammatically Predetermined & Fixed)

یہ محاورات مقرر ہوتے ہیں یعنی ان محاورات میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں مثلاً:

دوچار ہونا To encounter suddenly

یعنی اس طرح کے محاورات میں نحوی یا صرفی تبدیلی ممکن نہیں مثلاً صیغے، تعداد یا ترتیب کو نہیں بدل سکتے۔ اگر ایسا کیا جائے تو یہ اپنی اصلی حیثیت کھو دیتے ہیں۔ کسی بھی زبان کی تخصیص کے بغیر مون کی یہ تقسیم تمام زبانوں کے محاوروں پر صادق اترتی ہے۔مون نے ۱۹۹۸ میں اٹھارہ ملین الفاظ کا مطالعہ کورپور کی مدد سے کیا۔ اس وقت مون نے وضاحت کی کہ ۴۰ فیصد محاورے اپنی اصلی شکل نہیں بدلتے۔ گل فلپ کے مطابق:

> "Pre- corpus scholars defined Idioms as being fixed or frozen in form reference to the fact that resist morpho-syntactic change, now it is more common to find them described as stable or limited flexibility(۱۴)".

مون کی اس اہمیت واضح ہوتا ہے کہ محاورے کو ابتدا میں جامع تصور کیا جاتا تھا لیکن بعد ازاں محدود تغیر ممکن ہوا اس سب کے باوجود اس کی ایک مستحکم شکل ہوتی ہے جو کثیر لفظی اور معنوی اعتبار سے جانی جاتی ہے اس کو (Canonical Form)کہتے ہیں۔ اس بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ محاورے ایک محدود تبدیلی کی گنجائش موجود ہوتی ہے ان تبدیلیوں کے اصول اب تک متعین نہیں ہوئے یہ تبدیلیاں صرف تصوری اور معنوی اعتبار سے ہوتی ہیں بنانے کے لیے اردو محاورے بنانے کے لیے مصدر ناکا استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر یونس اگاسکر نے اس کی وضاحت چند نکات میں اس طرح کی:

> "در حقیقت صوری اعتبار سے محاورہ الفاظ کے ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جس سے لغوی معنی کے بجائے ایک قرار یافتہ معنی نکلتے ہیں۔ محاورہ عموماً علامت مصدر "نا" لگتی ہے جیسے آب

آب ہونا، دل ٹوٹنا، خوشی سے پھولے نہ سمانا۔"(۱۵)

اس وضاحت کے مطابق اردو محاورے میں جو علامت مصدر ہے یعنی ناکا ہونا لازمی امر ہے۔

محاورات کی اقسام کے مطالعے سے اردو اور انگریزی محاورات میں بلحاظ معنی، موضوع اور اسلوب کئی اقسام کے اشتراک سامنے آتے ہیں۔ اردو اور انگریزی زبان کا تعلق اگرچہ دو الگ سماجوں سے ہے لیکن دونوں سماجوں میں انسان، نفسیات، خواہشات، رسوم، سماج، رہن سہن کے طریقے، میل جول، روزمرہ کی زندگی اشتراکات کی بنیادی وجوہات ہیں۔ انسان اپنے ارد گرد موجود اشیا سے سیکھتا اور اسے استعمال میں لاتا ہے۔ انسان نے اپنے ارد گرد موجود اشیا کے استعمال سے ہی لسانی ضروریات کے پیش نظر اشیا کے مجازی معنی متعین کر کے محاورے تشکیل دیے تاکہ ان کی مدد سے لسانی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔

حوالہ جات

۱) عشرت ہاشمی، اردو محاورات کا تہذیبی مطالعہ، لاہور: شفیق پریس، ۲۰۱۵، ص ۴۳

۲) سیفی پریمی، ڈاکٹر، ہمارے محاورے، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لیمیٹڈ، جامعہ نگر، ۱۹۸۳ء ص ۶

۳) https://en.wiktionary.org/wiki/idiom

۴) In the Loop, A reference Guide to American English Idioms, Washington, D.C 20037: Office of the English Language Program, Ed. 2010: P-5

۵) ضمیر حسن دہلوی، سید، دہلی کے محاورے، نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، ۲۰۰۸، ص ۱۳

۶) Geoferry Chaucer. Canterburry Tails, London: George Routledge and Sons, 1902, P- 280

۷)Ibid, P- 11

۸)William Shakespeare, Othello, New York: E.P. Dutton & Company, 1905, P-5

۹) نریش کمار شاد، محاوراتِ غالب، دہلی: کتب خانہ انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۷، ص ۱۲

۱۰) علامہ اقبال، بانگ درا، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، ۱۹۷۷، ص ۴۶

۱۱)Faiza Abid, A Study of Idioms Used in Newspaper Front Page Headlines, Journal of Literature, Languages and Linguistics,Vol. 25, 2016, P-18

۱۲) ضمیر جعفری، سید، اردو محاورات اور زبان و بیان میں اس کی اہمیت (مشمولہ): عشرت ہاشمی، اردو محاورات کا تہذیبی مطالعہ، لاہور: شفیق پریس، ۲۰۱۵، ص iii

۱۳) محمد حسن عسکری، مجموعہ حسن عسکری، لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۰ء، ص۲۸۸

۱۴) https://hamariweb.com/articles/18521

۱۵)https://amsacta.unibo.it/id/eprint/2425/1/Idioms.pdf

۱۶) یونس اسگر، اردو کہاوتیں اور ان کے سماجی ولسانی پہلو، موڈرن پبلشنگ ہاوس، دریاگنج: دہلی، ۱۹۸۸ء، ص۴۵